سوال

(15) نوروبشر کے مسئلے کی حقیقت؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محمد رفیق لندن سے لکھتے ہیں میرے ایک دوست حضور اکرم ﷺ کے نور ہونے کی دلیل پش کرتے ہیں یہ کہنے لگے کہ جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی نماز جنازہ کسی نے نہیں پڑھائی کیونکہ حضور ﷺ نور تھے اور نور کی نماز جنازہ میں امام نہیں ہوتا بلکہ بشر کی نماز جنازہ امام پڑھاتا ہے جو کہ خود بشر ہوتا ہے جب میں نے یہ دلیل پش کی کہ حضور ﷺ اگر نور تھے تو پھر حضرت نے شادیاں کیں، لڑائیوں میں زخمی بھی ہوئے، کھانا کھاتے تھے تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ بشر کے لبادے میں تھے۔ میں نے دوسرا سوال کیا کہ کیا دوسرے تمام اور رسول بھی نور تھے؟ تو کہنے لگے اور کوئی نبی نور نہ تھا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نور ہیں اور نور کے سامنے نور ہی نے ملاقات کی۔ اللہ سے صرف دونبیوں نے ملاقات کرنے کی کوشش کی ایک حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی تو بے ہوش ہوگئے چونکہ حضور ﷺ نور تھے اس لئے حضور ﷺ ہوش میں رہے اور معمولی سے فاصلے کی دوسری ملاقات کی اور دوسری دلیل انہوں نے یہ دی کہ حضرت آدم اور حضرت حوا نے غلطی سے پھل کھایا اور حضرت آدم نے اللہ سے حضور کے وسیلے سے معافی مانگی کیونکہ انہوں نے واضح طور پر حضور کا نام لکھا ہوا پایا تھا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آپ کے سوال کوتین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اوراس کے مطابق ہم بالترتیب جواب تحریر کرتے ہیں۔

(ا) نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ کیسے پڑھائی گئی اور کوئی امام تھا یا نہیں اگر نہیں تھا تو اس کی وجہ کیا تھی؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ ایک امام کی اقتدا میں نہیں پڑھی گئی بلکہ الگ الگ اور چھوٹے چھوٹے گروہوں میں صحابہ کرامؓ حجرہ مبارکہ میں داخل ہوتے اور نماز ادا کرتے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ اس سلسلے میں حافظ ابن کثیر نے امام بیہقی کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ ﷺ کے اہل بیت آپ کو غسل دیں۔ پھر فرمایا کہ میرے انہیں کپڑوں میں مجھے کفن پہنایا جائے۔ اور جب مجھے کفن پہنایا جائے تو پھر مجھے قبر کے کنارے پر رکھ دینا اور تم باہر چلے جانا تاکہ فرشتے نماز پڑھیں' اس کے بعد اہل بیت کے مرد نماز پڑھیں' اس کے بعد باقی لوگ الگ الگ نماز پڑھیں۔

امام ابن کثیرؒ نے ہی ایک دوسری وجہ یہ بھی بیان کی ہے کہ اس طرح پر شخص براہ راست آپ ﷺ کی نماز پڑھتا اور پھر مرد' عورتیں اوربچے الگ الگ اسی طریقے سے نماز پڑھ سکتے تھے۔ اس طرح تکرار بھی مقصود تھا' تاکہ یہ سلسلہ جاری رہتا۔

ابن کثیرؒ نے یہ بھی فرمادیا کہ 'ویکون باب التعبد الذی یعسر لعقل معناہ '' یعنی ان امور تعبدیہ میں سے ہے جن کی حکمت عملی طور پر معلوم کرنا بہت مشکل ہے ۔ جس طرح ہمارے سامنے صورت حال آئے اسی کے مطابق اسے قبول کرلینا چاہیئے ۔

اب یہاں نوروبشر کی تو کوئی بات ہی نہیں اور نہ جنازے کے اس طریقے کا تعلق اس بات سے ہے کہ چونکہ آپ ﷺ نور تھے اس لئے کوئی بشر آپ کی نماز جنازہ نہیں پڑھا سکتا تھا ۔ پھر تو یہ سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ جو بشر تھے پھر وہ نور کی نماز پڑھ بھی نہیں سکتے تھے ۔ یہ بالکل جاہلانہ بات ہے ، ائمہ دین میں سے کسی نے بھی یہ وجہ بیان نہیں کی ہے ۔

(ب) دوسرا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نور تھے یا بشر کے لبادے میں نور تھے ۔ آپ کے دوست کا یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ آپ ﷺ کھانا اس لئے کھاتے تھے کہ بشر کے لبادے میں نور تھے یا لڑائیوں میں زخمی اس لئے ہوئے کہ بشر کے ''لبادے'' میں نور تھے آ کر قرآن وسنت کے دلائل کے بغیری کس طرح فرض کرلیا گیا ہے اور یہ ''لبادے'' کی شرط اپنی طرف سے کیوں گھڑلی گئی ہے ۔

قرآن حکیم میں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جہاں بھی لفظ عبد یا بشر آیا ہے وہاں کیا ''لبادے'' کی شرط بھی ساتھ آئی ہے دیکھئے سورہ کہف آیت ۱۱۰ 'سورہ انبیاء آیت ۲۴' سورہ فصلت آیت ۶ 'سورہ شوریٰ آیت ۵۱ ۔

اور اس سلسلے میں بنی اسرائیل کی آیت فیصلہ کن ہے ۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کو بشریت سے خارج کرتا ہے اور مقام عبدیت سے نیچے لاتا ہے تو پھر قرآن کے بارے میں اس کے اس سلوک کا انجام اسے بہرحال معلوم ہونا چاہیئے ۔ سو بنی اسرائیل کی آیت ۹۳ کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

''اورانہوں نے (کافروں نے) کہا' ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ ہمارے لئے زمین سے چشمہ جاری کرو ۔ یا پھر تمہارے لئے کھجور اور انگور کے ایسے باغات ہوں جن کے درمیان نہریں جاری ہوں' یا پھر آسمان سے ہم پر کوئی ٹکڑا گرادے ۔ یا پھر اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ ۔ یا پھر آپ کے لئے سنہری گھر ہو یا آسمان پر چڑھو اور آسمان پر چڑھنا بھی قابل قبول نہیں' یہاں تک کہ ہمارے سامنے وہاں سے کتاب لاؤ پھر ہم اسے پڑھیں' اے پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ پاک ہے میں تو ایک انسان ہو جو رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ۔ '' (بنی اسرائیل ۹۰ ۔ ۹۳)

یعنی انسانی لبادے میں نہیں بلکہ فرمایا

میں انسان ہوں اور جو مطالبے تم کر رہے ہو یہ تو اللہ ہی پورے کرسکتا ہے مجھ میں انہیں پورا کرنے کی طاقت نہیں ہے ۔

اسی طرح قرآن میں رسول اللہ ﷺ کے لئے دوسرا جو لفظ سب سے زیادہ استعمال کیا گیا اور جس لفظ کے ساتھ آپ کو عزت و شرف عطا کی گئی ' وہ لفظ ''عبد'' ہے معراج کے واقعہ کا ذکر کیا ہے 'تو فرمایا

''پاک ہے وہ ذات جو اپنے عبد (بندے) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی ۔ ''

قرآن کے نزول کا ذکر آیا اور کفار کو اس جیسی کتاب ' دس آیتیں یا ایک آیت ہی لا کر پیش کرنے کا چیلنج کیا گیا تو وہاں بھی لفظ ''عبد'' کا استعمال کیا گیا ۔ فرمایا :

''اگر تم اس چیز کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جو ہم نے اپنے عبد (بندے) پر نازل کی تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا کر لے آؤ'' (البقرہ : ۲۳)

میرے خیال میں مسلمانوں کا کوئی ایسا فرقہ نہیں جو نبی کریم ﷺ کی بشریت یا عبدیت کا انکار کرتا ہو ۔ کیونکہ قرآن کی صریح آیات کا انکار کوئی مسلمان کیسے کرسکتا ہے ۔ ہاں یہ بات معلوم ہونی چاہیئے کہ آپ خیر البشر افضل البشر و سید البشر ﷺ ہیں ۔ کوئی انسان آپ کے مقام کو نہیں پہنچ سکا اور نہ اس کا تصور بھی کیا جاسکتا ہے جو شخص مقام و مرتبے میں حضور اکرم ﷺ کو اپنی طرح یا اپنے جیسا یا بڑے بھائی کے برابر سمجھتا ہے وہ مردود و کافر ہے لیکن اس کے ساتھ بشریت و عبدیت انبیاء کا انکار بھی کفر ہے ۔

ہمارے بریلوی حضرات کی معرکۃ آراء کتاب ''بہار شریعت''میں بھی واضح طور پر یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ :

''نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے وحی بھیجی ہو اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائیکہ بھی رسول ہیں ۔''

آگے پھر لکھتے ہیں :

''انبیاء سب بشر تھے اور مرد۔ نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت''

(بہار شریعت حصہ اول ص ۹)

کوئی دوسرا ''بشر''کا لفظ استعمال کردے تو گستاخ اور بے ادب ٹھہرتا ہے مگر آپ کے اپنے اکابر لکھ دیں تو ان کے بارے میں بھی کچھ فرمائیے ۔ اس کے بعد تو یہ نور اور بشر کی بحث ختم ہو جانی چاہیئے تھی ۔

(ج)تیسری بات یہ کہ حضرت موسیٰ اپنے رب کی تجلی برداشت نہ کرسکے اور حضور ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا 'لہٰذا ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ نور تھے ۔ یہ بھی عجیب و غریب قسم کا ثبوت ہے ۔ نور اگر نور کو دیکھ لیتا ہے تو یہ کوئی کمال نہیں ۔ جیسے اگر کوئی انسان کسی انسان کو دیکھ لیتا ہے تو اس میں کون سی برائی یا عجوبہ ہے ۔ ہاں اگر بشر اپنے رب کا دیدار کرلیتا ہے تو یہ ہے اصل مقام ہمارے جو نادان دوست اپنے آقا و مولی ﷺ کو بشریت سے خارج کرتے ہیں وہ ایک لحاظ سے آپ کا مقام گھٹا رہے ہیں ۔ نور کا نور کے پاس چلے جانا یا نور کی جھلک دیکھ لینا کمال کی بات نہیں کمال تو یہ ہوا کہ سید خلق آدم نے وہ مقام بلند حاصل کی اور وہاں تک پہنچے جہاں تک کوئی دوسرا نہ پہنچ سکا اور نہ وہاں تک رسائی کا تصور بھی کرسکتا ہے ۔

اب رہی یہ بات کہ نبی کریم ﷺ نے معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی 'یہ بات اپنی جگہ بحث طلب ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوا 'وہ قلبی تھا یا آنکھوں کے ساتھ ۔ حضرت عائشہ اور ائمہ کی ایک بڑی تعداد کی رائے ہے کہ قیامت کے دن سے پہلے کوئی بھی ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کرسکتا ۔ ان کی سب سے بڑی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے :

لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ

''یعنی آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں ۔''

جو اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دیدار الٰہی کیا 'ان میں سے کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ یہ اس لئے تھا کہ آپ ﷺ نور تھے اور نور نے نور کی زیارت کی ۔ یہ ساری بے علمی اور جہالت کی باتیں ہیں ۔

(د)چوتھی بات یہ کہ حضرت آدم اور مائی حوا نے حضور اکرم ﷺ کے نور کے وسیلے سے دعا مانگی ۔ یہ بھی بے اصل و بے ثبوت بات ہے ۔ یہ لوگ بالکل من گھڑت اور جھوٹی روایات پیش کرکے عقیدہ توحید کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جب ایک بات قرآن حکیم میں واضح طور پر آ گئی ہے ۔ اب اس کے بعد اس میں بھلا کسی اختلاف کی گنجائش ہی کہاں رہ جاتی ہے ۔

قرآن نے حضرت آدم کا یہ واقعہ ایک سے زیادہ مقامات پر بیان کیا اور کسی جگہ جو معافی مانگی اس میں انہوں نے نہ تو حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا اور نہ آپ ﷺ کا نام کسی ستارے میں لکھا ہوا دیکھا ۔ اسکے برعکس قرآن نے حضرت آدم اور حضرت حوا کی وہ دعا لفظ بہ لفظ نقل کی ہے جو انہوں نے اللہ سے معافی طلب کرتے ہوئے کی اور وہ یہ ہے ۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۲۳ ... سورة الاعراف

''ان دونوں نے کہا اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم تقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔''

اب اگر حضرت آدم اوران کی بیوی نے دعا میں حضورﷺ کا حوالہ دیا ہوتا یا آپ کے نور کے وسیلے سے دعا کی ہوتی تو کیا نعوذباللہ قرآن میں جان بوجھ کر اسے چھوڑدیا گیا اوراس کا ذکر تک نہیں کیا۔ حالانکہ یہ عقیدے کا مسئلہ ہے اوراس میں قرآن نے ہر بات واضح طور پر بیان کی ہے اور پھر حضرت آدم کی توبہ اوراس کی قبولیت کا دوسرے مقامات پر بھی ذکر کیا ہے کسی جگہ بھی اس بات کا اشارہ نہیں اس لئے من گھڑت بات پر عقیدے کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص87

محدث فتویٰ